Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹ ایڈیٹر: نسیم سیفی رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۷/۴۲ بدھ - ۱۱ شوال ۱۴۱۲ھ - ۱۵ شہادت ۱۳۷۱ہش - ۱۵ اپریل ۱۹۹۲ء نمبر ۸۸

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ - ۱۴ اپریل - مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی فضل عمر ہسپتال نے آج بارہ بجے دوپہر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی صحت کے متعلق درج ذیل رپورٹ بھجوائی ہے "آج طبیعت اللہ کے فضل سے اچھی ہے۔ ہچکی بھی پہلے کی نسبت کم ہے"۔

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ محترم صاحبزادہ صاحب کی صحتِ کاملہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی علالت اور وصال کا تفصیلی بیان

اس دوران اللہ تعالیٰ نے جس جس طرح رہنمائی کی۔ اس کا ذکر

بیماری کی شدّت میں بھی حضرت بیگم صاحبہ کا دُنیا بھر کے مریضوں کا خیال

خُطبہ جمعہ فرمُودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز۔ بتاریخ ۳ شہادت ۱۳۷۱ہش - ۳ اپریل ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن

حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

ایک عظیم الشان دائمی اعلان

سورۂ رحمان کی جن آیات کی مَیں نے تلاوت کی ہے ان میں ایک ایسا عظیم الشان دائمی اعلان کیا گیا ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں اور توحید کا گہرا راز اس میں بیان فرمایا گیا ہے اور خدا کے واحد اور احد ہونے کے باوجود مخلوقات سے اسکے تعلقات کا راز اس میں کھولا گیا ہے (.....) ہر وہ چیز جو سطحِ ارض پر موجود ہے وہ مٹ جائے گی، باقی نہیں رہے گی۔ فانٍ۔ ہلاک ہونے والی ہے (.......) اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ تیرے رب کا چہرہ جو جلال اور اکرام والا چہرہ ہے صرف وہی باقی رہے گا۔ لیکن اس آیت کے ترجمہ میں ترجمہ کرنے والوں کو دقّت پیش آتی ہے اور اس لئے مختلف ترجمے پیش کئے جاتے ہیں۔ "خدا کا چہرہ" سے کیا مراد ہے؟ بعض لوگ اس سے ذاتِ باری تعالیٰ مراد لیتے ہیں اور ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ خدا کی ذات باقی رہے گی اور ہر دوسری چیز مٹ جائے گی۔ بعض یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نگاہیں جس پر پڑیں اور جس کو خدا کا وُجہ نصیب ہو جائے وہ مستثنیٰ ہے۔ وہی باقی رہے گا جسے اللہ کی رضا حاصل ہو اور خدا کی رضا باقی رکھے۔ حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے یہی عارفانہ ترجمہ (.....) میں فرمایا ہے۔ کہ مراد یہ ہے کہ ہر چیز فانی اور بے معنی اور بے حقیقت ہے اور ان کی بقاء کے بھی کوئی معنی نہیں جو بظاہر نظر بھی آئیں وہی چیز باقی ہے جو ربّ کی رضا کے ساتھ باقی ہے اور ربّ کی رضا کے ساتھ زندہ ہے۔

اس کے علاوہ اس میں ایک اور راز بھی بیان فرمایا گیا کہ اگر کوئی چیزیں باقی رہتی ہیں تو نی ذاتہٖ باقی نہیں رہ سکتیں۔ اِلّا نے یہ استثناء کر کے متوجہ فرما دیا کہ ہم خدا کے سوا بھی تو بے انتہاء وجود دیکھتے ہیں اور مرنے کے بعد کی زندگی کا ہم سے وعدہ بھی کیا گیا ہے تو (.......) سے کیا صرف یہ مراد ہے کہ ہر چیز اس دنیا سے مٹ کر ایک نئی زندگی میں داخل ہوگی لیکن یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات کے ساتھ جس کی وابستگی ہوگی اُسے نئی زندگی ملے گی اور اُسے بقا نصیب ہوگی سوائے اس کے جسے خدا کا وجہ نصیب نہ ہو۔ وجہ سے مراد توجہ بھی ہے، رحمت، شفقت، پیار اور محبّت کا تعلق یہ تمہاری باتیں پیار کی توجہ میں داخل ہوتی ہیں۔ پس (اس) کا مطلب یہ ہوگا کہ سوائے ان کے جن کو خدا کے پیار کی توجہ نصیب ہو وہ فنا ہونے والے وجود نہیں ہیں وہ ہمیشہ باقی رکھے جائیں گے۔ پس ان معنوں میں حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سب سے اوّل اس آیت سے مراد ہیں اور سب سے اوّل یہ آیت آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات ہی پر اطلاق پاتی ہے۔

آج جمعہ کا مبارک دن ہے اور ۲۹ رمضان ہے۔ یہ جمعۃ الوداع کہلاتا ہے۔ اس جمعہ کے آغاز ہی میں یعنی جب جمعرات کا سورج ڈھل گیا اور (—) نقطۂ نگاہ سے جمعہ کی رات شروع ہوگئی اور جب انگریزی نقطۂ نگاہ سے بھی رات کے بارہ بجے اور ایک دو منٹ اُوپر ہوئے تو اس وقت میری بیوی کو اپنے رب کا بلاوا آگیا۔ اس سے پہلے مَیں ان کا ذکر نہیں کیا کرتا تھا۔ اُس کی وجوہات ہیں۔ اوّل یہ کہ مجھے ڈر تھا۔ کہ اگر جذبات پہ قابو نہ رہا تو جماعت جو پہلے ہی نڈھال ہے بالکل ذبح کی حالت کو پہنچ جائے گی۔ جماعت سے جو میرا تعلق ہے وہ ایسا ہے کہ مَیں جماعت کے دل میں رہتا ہوں۔ اور جماعت میرے دل میں رہتی ہے۔ یہ ایسا تعلق ہے جو خطوں کا محتاج نہیں، پیغاموں کا محتاج نہیں۔ کسی کو بتانا نہیں پڑتا کہ اسے مجھ سے کتنی محبت ہے۔ مجھے کسی کو بتانا نہیں پڑتا کہ مجھے اس سے کتنی محبت ہے۔ یہ ایسے جاری وساری زندہ رشتے ہیں جو (تیرے رب کی توجہ) کے طفیل ہمیں نصیب ہوئے ہیں اور (تیرے رب کی توجہ) کی یہ علامات ہیں کہ للّہی محبتیں اتنی شدّت پکڑ جائیں کہ دوسری دنیاوی محبتیں اُن کے مقابل پر کوئی حیثیت نہ رکھیں تو ایک تو یہ خوف دامن گیر تھا کہ کہیں میرے جذبات کے غلبہ کے نتیجہ میں وہ احمدی جو پہلے ہی بہت شدّت کے ساتھ میرا دُکھ محسوس کر رہے ہیں اُن کی حالت غیر نہ ہو جائے۔

دوسرے یہ بات پیشِ نظر تھی کہ ضرورت ہی کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ مَیں جانتا ہوں۔ اطلاعیں مل رہی ہیں اور سب کو علم ہے کہ کیا صورتحال ہے۔ تیسری ایک وجہ یہ تھی کہ باوجود اس کے کہ بعض رؤیا ایسی ملتی رہیں جن سے یہ لگتا تھا کہ شاید خدا تعالیٰ کی تقدیر شفاء کی صورت میں ظاہر ہو لیکن بعض اور ایسی علامتیں ساتھ ساتھ جاری رہیں کہ جن کے نتیجہ میں مَیں یقین کے ساتھ جماعت کے سامنے کوئی نظریہ پیش نہیں کر سکتا تھا۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے واضح طور پر وصال کی خبر ملتی تو تب بھی مَیں کسی رنگ میں جماعت کو تیار کرتا۔ اگر واضح طور پر شفاء کی خبر ملتی تو تب بھی مَیں تیار کرتا اور بتا دیتا کہ خدا تعالیٰ نے یہ خوشخبری عطا فرمائی ہے جس طرح اس سے پہلے بتایا گیا اور بڑی شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں وہ نظارہ پورا فرمایا تو اس وقت کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ مثلاً مَیں آپ کے سامنے اب اس عرصہ کے کچھ واقعات کھول کر بیان کروں گا، اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ کس گومگو اور کشمکش کی حالت میں سے ہم گذرے ہیں۔ لیکن سب سے پہلے مَیں یہ بتاتا ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ آپ کی پیدائش ۱۹۳۶ء میں ۲۱ جنوری کو ہوئی اور اس لحاظ سے مجھ سے تقریباً ۸ برس چھوٹی تھیں ۔ اور ہماری شادی ۱۹۵۷ء میں جلسہ سالانہ کے بالکل قریب ہوئی ۔ تاریخ تو مجھے یاد نہیں لیکن ۱۷ کا خیال آتا ہے کہ غالباً ۱۷ دسمبر کو ہوئی اور ایک لمبا عرصہ ہمارا اس طرح اکٹھے گذرا کہ باوجود بعض اختلافات کے انہوں نے بڑے صبر کے ساتھ مجھ سے گذارا کیا ۔ ذہنی اور معاشرتی اختلافات جو روزمرہ کے رہن سہن کے معیار ہیں اُن کے نتیجہ میں پیدا ہو جاتے ہیں ۔ ہمارے والدین نے ہمیں بچپن میں بہت ہی سادہ حالت میں رکھا اور نہایت غریبانہ حالت میں زندگی بسر ہوئی ۔ باوجود اس کے کہ وہ ساری ضرورتیں بھی پوری ہوتی رہیں جو امیروں کے بچوں کو ان معنوں میں نصیب ہوتی ہیں کہ پہاڑوں پر جانا اور شکار وغیرہ دوسرے شوق پورے کرنا تاکہ کسی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں لیکن حضرت فضل عمر نے بالارادہ ہمیں TOUGH بنانے کی کوشش کی اور سادہ زندگی کی جو تعلیم دوسروں کو دیتے تھے اپنے گھر میں بھی یہی تعلیم عملاً جاری تھی ۔ ان کے ہاں معیارِ زندگی ہمارے ہاں کے معیار سے بہت اونچا تھا ۔ جب ہمارے گھر آئیں تو ایک واقفِ زندگی کے ساتھ بیاہی گئیں ۔ جس کا روزمرہ کا گذارا بھی بہت ہی معمولی تھا تو بہت تکلیف میں وقت کاٹا ۔ لیکن بڑے ہی صبر کے ساتھ ۔ کبھی مطالبے نہیں کئے ۔ ساری زندگی میں مجھ پر یہ بوجھ نہیں ڈالا کہ وہ لاؤ جو تمہارے پاس نہیں ہے ۔ مزاج کے اختلاف کی وجہ سے اور دینی پس منظر کے اختلاف کی وجہ سے رفتہ رفتہ بہت ہی توجہ اور پیار کے ساتھ اور سمجھا بجھا کر ان کی تربیت کرنی پڑی ۔ شروع میں ان کو جماعت کی خواتین اور جماعت کی تنظیموں سے کوئی ذاتی تعلق نہیں تھا ۔ لیکن رفتہ رفتہ اس تعلق کو قائم کیا لیکن اس سے پہلے میں آپ کو شادی کے استخارہ سے متعلق ایک بات بتا دوں ۔

قادیان میں ۴۶-۱۹۴۵ء کی بات ہے کہ جب میں نے ان کے ساتھ شادی کا پیغام دینے کا فیصلہ کیا ۔ حضرت فضل عمر کی عادت تھی کہ بیٹوں سے بھی پوچھا کرتے تھے اور بیٹیوں سے بھی پوچھا کرتے تھے ۔ اپنی مرضی نہیں ٹھونستے تھے ۔ لیکن اگر کوئی غلط فیصلہ ہو تو اُسے سمجھا دیا کرتے تھے کہ یہ مناسب نہیں ہے ۔ اس طرح ایک بہت ہی اعلیٰ پاکیزہ افہام و تفہیم کے ماحول میں سب کے رشتے طے ہوئے تو میں نے جب ان سے شادی کا فیصلہ کرنا تھا تو اس سے پہلے استخارہ کیا اور رؤیا کی حالت میں یعنی جاگتے ہوئے نہیں بلکہ نیند کی حالت میں (خدائی خبر ملی) اور اس کے الفاظ یہ تھے کہ "تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا" ۔ اس وقت مجھے بڑا تعجب ہوا کہ میرے کون سے کام ہیں ؟ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ آئندہ خدا تعالیٰ مجھ سے کیا کام لے گا لیکن اس میں یہ عجیب پیغام تھا کہ عملاً کاموں میں ان کو شرکت کی اتنی توفیق نہیں ملے گی ۔ لیکن میرے تعلق کی وجہ سے خدا ان کو میرے کاموں میں شریک فرما دے گا ۔ اور ان کو بھی اس کا ثواب پہنچتا رہے گا ۔ اس ثواب میں یہ ہمیشہ بڑے صبر اور رضا کے ساتھ حصہ لیتی رہیں اور ان کے لئے مجھ سے جس حد تک تعاون ممکن تھا ہمیشہ کیا لیکن خاص طور پر قادیان کے اس سفر کا میرے دل پر بہت گہرا اثر تھا ۔

حالت کا اچانک بگڑنا

جانے سے دو تین ہفتے پہلے اچانک انکی حالت بگڑی ہے اور در اصل وہی وقت تھا جب پتے کا کینسر شروع ہو چکا تھا اور ہمیں تفصیل کا علم نہیں تھا ۔ ڈاکٹروں کا بھی اس طرف ذہن نہیں گیا ۔ پتھری سمجھتے رہے اور بعض ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ پہلے یہاں آپریشن کروا دیا جائے پھر قادیان کا سفر اختیار کیا جائے ورنہ خطرناک ہے ۔ میرے لئے یہ اس لئے ممکن نہیں تھا کہ اگر میں ان کو چھوڑتا تو ان کے مزاج کا مجھے علم تھا ۔ یہ میری موجودگی کے بغیر دوسرے خیال کرنے والے ہاتھوں میں تسلی نہیں پا سکتی تھیں ۔ پھر بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ ایلوپیتھی دوائیاں کام نہیں کرتیں تو مجھے ہومیوپیتھی دینی پڑتی تھی ۔ اور خاص طور پر درد کے دَوروں میں وہ بہت زیادہ مددگار ثابت ہوئیں تو میں نے ان کے سامنے یہ معاملہ رکھا کہ میں ٹھہر سکتا ہوں لیکن پھر قادیان کا پروگرام کینسل کرنا پڑے گا اور ساری دنیا سے احمدی آ رہے ہیں خصوصاً پاکستانی بڑی محبت اور شوق سے آ رہے ہیں اور ہندوستان کے کونے کونے سے احمدی آ رہے ہیں لیکن آپ کا فیصلہ ہے آپ بتائیں کہ آپ ٹھہریں گی یا جانا چاہیں گی ۔ انہوں نے کہا : میں جاؤں گی ۔ چنانچہ یہ جو قربانی تھی اسی نے قادیان کا تاریخی جلسہ ممکن بنا دیا ۔ پس ان معنوں میں ہمارے ان سب کاموں میں شریک ہو گئیں جو نیکی کے کام ہمیں قادیان میں کرنے کی توفیق ملی ۔ اور یہ احسان مجھ پر بہت بھاری ہے ۔

قادیان کے دنوں میں جب بیماری شدت اختیار کرتی تھی اور درد سے تڑپتی تھیں تو مجھے کہا کرتی تھیں کہ کوئی دوائی دو ۔ اور میں بعض دوائیاں دیتا تھا ۔ ایلوپیتھی دوائیاں بھی ساتھ جاری تھیں مگر اُن سے پورا آرام نہیں آتا تھا کیونکہ وہ کینسر کے نقطۂ نگاہ سے نہیں دی جا رہی تھیں تو اللہ کے فضل سے بعض دفعہ تو چند منٹ کے اندر اندر سکون سے سو جایا کرتی تھیں ۔

بیماری کی کیفیت

لیکن یہ بات دل میں جاگزیں ہو گئی تھی کہ میری بیماری بہت گہری ہے اور ڈاکٹروں کو پتہ نہیں لگ رہا ۔ مجھے کہتی تھیں ۔ کینسر تو نہیں ہے تو میں نے پھر جب ایک دفعہ دعا کی تو ایک عجیب رؤیا دیکھی جس کی وجہ سے مجھے تسلّی ہوئی لیکن بعد کے حالات سے پتہ چلا کہ اللہ کی خاص شان تھی ۔ ایک خاص رنگ میں اس نے تسلّی کا اظہار فرمایا لیکن اس کے باوجود تقدیر بدلنے کا کوئی سوال نہیں تھا ۔ تقدیر اپنی جگہ قائم رہی ۔ رؤیا میں میں نے دیکھا کہ ان کی والدہ آپا امۃ السلام ایک گھر میں کھڑی ہیں اور گھر کا نقشہ اس طرح ہے جس طرح یہ بیت الحمد لمبائی میں ہے اور یہاں تقریباً ۲، ۳ چوتھائی جگہ کے سامنے وہ یوں اس طرف منہ کر کے جدھر سے میں آ رہا ہوں کھڑی ہیں اور بائیں ہاتھ ایک نالی سے پار ایک کچن یعنی باورچی خانہ ہے جس میں کوئی کھڑا ہے اور کھانے پکے ہوئے ہیں اور آپا میرا انتظار کرتی ہیں ۔ پھر مجھے دیکھ کر خوشی سے کہتی ہیں کہ وہ آ گیا ہے اور گھر کی حالت وہ یہ مجھے بتاتی ہیں کہ ساری نالیاں بند ہیں اور کھانا ساتھ تیار ہے لیکن اس طرف نہیں آ سکتا اور کوئی نہیں کھا رہا اور کچن میں بالکل ٹھیک اسی طرح کھانا موجود ہے ۔ ساتھ یہ کہا کہ ایک دفعہ پہلے بھی اس طرح نالیاں بند ہوئی تھیں ۔ جب یہ آیا تو اس نے کوئی چیز چلائی اور آسمان کی طرف اڑ کر پھر کوئی چیز گری اور نالیاں کھل گئیں ۔ اب پھر ایسا ہی ہوگا کہ نالیاں کھل جائیں گی تو اس پر صبح اٹھ کر مجھے یہ تعبیر سمجھ آئی کہ پہلے جب دل کی بیماری کا حملہ ہوا ہے تو اس وقت بھی معدہ کسی چیز کو قبول نہیں کرتا تھا اور اُلٹ دیتا تھا اور ہمیں وجہ سمجھ نہیں آ رہی تھی ۔ ڈاکٹروں نے ہر قسم کی دوائیں دیں لیکن کارگر ثابت نہیں ہوتی تھیں ۔ جب ہسپتال میں داخل کرائی گئیں تو پتہ لگا کہ دل کی نالیاں بند ہیں اور نالیاں بند ہونے کی وجہ سے یہ ساری تکلیف تھی ۔ چنانچہ ڈاکٹروں نے وہ نالیاں کھولیں اور بعد میں اینجو پلاسٹی (ANGIO PLASTY) بھی ہوئی لیکن اس وقت تو وقتی طور پر سنبھال لیا اور پھر جب امریکہ لے کر گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ نالیاں کھولنی پڑیں گی اور اس وقت تو مجھے یہ ذہن میں نہیں تھا لیکن جب یہ خواب آئی تو مجھے پہلی دفعہ سے مراد یہی نظر آئی کہ پہلے بھی نالیاں بند تھیں قادیان میں بھی اور دلّی میں بھی کوئی چیز بھی معدہ میں نہیں ٹھہرتی تھیں اور اُلٹی آتی تھی اور بہت تکلیف کی حالت تھی ۔ جو بھی کھاتی تھیں وہ اُلٹ جاتا تھا اس لئے بڑی تیزی سے کمزور ہو رہی تھیں تو اس وقت خواب کے باوجود یہ اندازہ نہیں تھا کہ نالیاں بند ہونے سے کیا مراد ہے لیکن جب یہاں آکر ڈاکٹر نے اپریشن کیا اور پتّہ کی پتھری تشخیص کرتے ہوئے پتھری نکالنے کے لئے اپریشن کیا تو اس نے بغیر اپریشن کے پیٹ بند کر دیا اور مجھے یہ اطلاع بھیجی کہ ان کے معدے کی انتڑیوں کے ساتھ تعلق رکھنے والی نالیاں بند ہیں اور اس وجہ سے کھانا اُلٹتا ہے ، اندر جا ہی نہیں رہا ۔ میں نے اس کے متبادل کے طور پر انتڑی کو کاٹ کر معدہ سے براہ راست جوڑ دیا ہے اور نالی کھل گئی ہے ۔ چنانچہ اس کے بعد خدا کے فضل سے یہ سلسلہ جاری رہا ۔ پھر جب کیموتھراپی کا وقت آیا تو ڈاکٹروں نے دیکھا کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو بہت ہی زیادہ لمبی بیماری اور تکلیفوں سے متأثر ہو چکی ہیں ۔ جگر کا بڑا حصّہ کینسر سے کھایا گیا تھا ۔ گردے جواب دے رہے تھے اور خطرہ تھا کہ اگر گردے کی نالیاں بند ہو گئیں تو کسی قسم کی کیموتھراپی (CHEMOTHERAPY) نہیں کی جا سکتی ۔ ہمیں جب انہوں نے بتایا تو میں نے اپنی دوائی بھی شروع کی اور خاص طور پر دعا پر بہت زور دیا تو جب نتیجہ نکلا تو ڈاکٹر EVANS کے الفاظ یہ تھے کہ DUCTS ARE OPEN ۔ نالیاں کھلی ہیں اور بڑے تعجب کا اظہار کیا کہ یہ نالیاں کس طرح کھل گئیں ۔ وہ سمجھتے تھے کہ بند ہو چکی ہوں گی ۔ جب میں نے یہ رؤیا گھر میں بچیوں کو بتائی تو انہوں نے کہا : اس کا کیا مطلب ہے کہ شفاء ہو جائے گی ؟ میں نے کہا : اللہ بہتر جانتا ہے ۔ مجھے نالیاں کھلنے تک کا پیغام ہے اور یہ بات تو ہو چکی ہے تو عزیزہ فائزہ نے اپنے طور پر یہی تعبیر کی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی فکر کی بات ہے کیونکہ اتنا حصّہ تو پورا ہو گیا ہے ۔ اللہ نے بعد میں کوئی خبر دی ہے کہ نہیں ۔ میں نے کہا کہ مجھے تو اس کے متعلق کوئی خبر نہیں ملی ۔ اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عزیزہ فائزہ نے ایک رؤیا بیان کی جو بالکل واضح تھی اور اس وقت سے پھر باوجود اس کے کہ دعا میں کوئی کمی نہیں کی اور خدا کے فضل سے توکل قائم رہا ہے لیکن پیغام نظر آگیا تھا کہ کیا ہے۔ انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ عزیزہ نعیمہ کھوکھر جو یہاں لجنہ کی بڑی اچھی کارکن اور بی بی سے خصوصیت سے بہت تعلق رکھنے والی ہیں اور ہمیشہ ہر رنگ میں بہت خدمت کرتی رہی ہیں وہ آئی ہیں اور بی بی فائزہ کو کہتی ہیں کہ آپ نے جلسہ میں نظم پڑھنی ہے اور اس کے لئے میں آپ کو تیاری کرواؤں گی تو فائزہ کہتی ہیں کہ مجھے درِ عدن دو میں اس میں سے نظم پڑھونگی۔ وہ کہتی ہیں نہیں، درِ عدن سے نہیں پڑھنی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک نظم ہے وہ چنی ہوئی ہے۔ ایک عورت آپ کو پڑھ کر سنائے گی اور وہی پڑھتی ہے دوسری کوئی نہیں پڑھتی حالانکہ ان کی عادت تحکّم کی بالکل نہیں۔ فائزہ حیران ہوتی ہے لیکن جب وہ عورت نظم پڑھتی ہے تو وہ ہے ؎

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو خدا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضاء کے سامنے

کہتی ہیں اتنی سُریلی اور اتنی پُراثر آواز ہے کہ وہ دل میں ڈوب گئی اور سارے وجود پر ایک عجیب قسم کی سکینت طاری ہوگئی باوجود اس کے کہ بظاہر ڈراؤنی خواب تھی یعنی پیغام موت کا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی خدا تعالےٰ نے سکینت طاری فرما دی تو جب انہوں نے مجھے رؤیا سنائی تو ساری بات بالکل واضح نظر آرہی تھی۔

بہت سے احمدی دوست ایسی رؤیا بھیجتے رہے ہیں جن میں بظاہر خوشخبری تھی لیکن جن کو رؤیا کی پہچان ہو اُن کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ رؤیا میں جو پیغامات ملا کرتے ہیں وہ تصویری زبان میں ملتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص انداز ہے جو عام نظاروں سے خدا کی بھیجی ہوئی رؤیا کو مختلف کر دیتا ہے چنانچہ اکثر یہ جو رؤیا آتی ہیں کہ ہم نے دیکھا: بی بی بہت بیمار ہیں۔ بہت خطرناک حالت ہے اور پھر ایک دم اچھی ہو جاتی ہیں، یہ اگر کوئی پیغام رکھتی ہیں تو خطرناک پیغام ہے کیونکہ اکثر میرا تجربہ ہے کہ جب کسی بہت خطرناک مریض کے متعلق یہ دیکھا جائے کہ ایک دم اچھا ہو گیا تو اس سے مراد صحت نہیں بلکہ وِصال ہوا کرتا ہے تو ایسی رؤیا کثرت سے آتی رہیں اور بعض رؤیا ایسی تھیں جن کی رؤیا دیکھنے والوں نے اور تعبیر کی لیکن تعبیر بالکل مختلف تھی۔ مثلاً ایک بچی نے مجھے رؤیا بھیجی یا کسی نے اپنی بیٹی کی رؤیا بھیجی کہ اس نے دیکھا کہ ایک جگہ لجنہ کا اجتماع ہے۔ وہاں ایک غیر احمدی عورت اٹھ کر یہ اعلان کرتی ہے کہ اشتہار میں اعلان آیا ہے کہ مرزا طاہر احمد کی بیوی فوت ہو رہی ہیں۔ میں اپنی امّی سے کہتی ہوں کہ اس نے اس کے نیچے لکھا ہوا یہ نہیں سنایا کہ: ترجمہ (کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں) اس رؤیا کی بھی عزیزہ فائزہ نے تعبیر سمجھ لی اور یہ سن کر مجھ سے اشارۃً بات کی کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ کی سلامتی ہمیشہ آپ پر نازل ہو) کے والد کے وصال کی جب خبر تھی تو آپ کے متعلق (کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں) تھا۔ جانے والے کے متعلق نہیں تھا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ ان کو پیغام مل گیا ہے تو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رؤیا یونہی بیکار ہے یا ہم نے تو یہ تعبیر کی تھی اور وہ نکلی لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ رؤیا کا علم ایک بڑا گہرا علم ہے اور بہت ہی سائنٹفک علم ہے اس میں گہرے اندرونی روابط پائے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کلام کی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں ؎

بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیوں کر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

الٰہی پیغامات کی پہچان

اور حقیقت یہ ہے کہ الٰہی پیغامات ایک خاص رنگ رکھتے ہیں اور اُن کی اپنی ایک پہچان ہے مگر علاوہ ازیں بعض دفعہ پیغام الٰہی ہوتا ہے لیکن تعبیر سمجھ نہیں آرہی ہوتی اس میں حکمتیں بھی ہوتی ہیں۔ مجھے اپنی اس رؤیا کی جس میں نالیاں کھلنے تک کی بشارت ہے آگے نہیں تھی، حکمت یہ سمجھ آئی کہ بی بی مجھ سے روزانہ پوچھتی تھیں کہ آپ نے کوئی رویا دیکھی اور ہمیشہ کہا کرتی تھیں کہ میں آپ کی دعا سے اچھی ہوں گی۔ اس پر میں بالکل بے بس تھا۔ جب خدا کی طرف سے کوئی واضح بشارت ہی نہیں تھی تو میں کیا کہتا۔ اس سے ان کا دل اس بات سے ڈوبتا تھا کہ مجھے کوئی بشارت نہیں ہوئی۔ چنانچہ پھر اس کا علاج مجھے یہ سُوجھا کہ یہی رؤیا بار بار بتایا کرتا تھا کہ آپ نے دیکھا نہیں قادیان میں خدا نے مجھے یہ بتایا تھا کہ نالیاں کھل گئیں۔ اب دیکھیں نالیاں ہی کھل رہی ہیں۔ دونوں ڈاکٹروں نے یہی بات کی پہلے ڈاکٹر نے بھی دل کی نالیاں کھلنے کی بات کی اور دوسرے ڈاکٹر نے بھی انتڑیوں وغیرہ کی نالیاں کھلنے کی بات کی، گردوں کی نالیاں کھلنے کی بات کی اور معدہ ایک قسم کا باورچی خانہ ساتھ لگا ہوا تھا۔ وہاں بہترین کھانا ہوتا تھا لیکن نالیاں بند ہونے کی وجہ سے دوسری طرف پہنچ نہیں سکتا تھا تو میں نے کہا کہ جب یہ ساری باتیں پوری ہوگئی ہیں تو پھر پریشانی کی کیا وجہ ہے۔ اس رنگ میں میں اُن کو ٹالتا رہا لیکن تقریباً ۱۰، ۱۵ دن کی بات ہے میں نے قرآن کریم کھولنے سے پہلے اس خواہش کا شدید اظہار کیا کہ اے خدا! مجھے کچھ تو بتا اور جس آیت پر میری نظر پڑے وہی میرا پیغام ہو تو جس آیت پر نظر پڑی وہ یہ تھی (۔) اس جنت میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اس سے پہلے ہے (۔) کہ متقی جنات اور چشموں میں ہوں گے۔ (۔) اس میں تم سلام اور امن کے ساتھ داخل ہو تو وہ پیغام بالکل واضح تھا۔ اس سے پھر میرے دل میں ایک بات گڑ گئی اور یہ اس کی بناء پر نہیں بلکہ ویسے ہی مجھے یقین تھا کہ آپ جمعہ کے دن فوت ہوں گی۔ چنانچہ پچھلے جمعہ بہت سخت CRISIS آیا ہے۔ چند دن پہلے بالکل ٹھیک ٹھاک تھیں اور جمعہ کو بڑی تیزی سے حالت بگڑی اور اب پھر جمعرات کو تیزی سے حالت بگڑنی شروع ہوئی ہے تو جب تک جمعہ نہیں آیا اس وقت تک آپکی حالت سنبھل چکی تھی اور بڑے سکون کے ساتھ بات کرتی تھیں لیکن اس سکون کی بھی ایک وجہ تھی۔ وہ صرف بیماری سے تعلق رکھنے والی بات نہیں تھی بلکہ ایمانیات سے تعلق رکھنے والی بات تھی۔

کچھ عرصہ پہلے HOSPITAL کے ڈاکٹروں نے مجھے یہ پیغام بھیجا کہ آپ نے جو ہمیں کہا تھا کہ GROWTH کہا کریں تو آپ کے کہنے کی وجہ سے ہم اب تک کینسر کا نام نہیں لے رہے۔ (میں نے یہ کہا تھا کہ GROWTH کہا کریں۔ GROWTH بھی تو کینسر کی ایک قسم ہے اور جھوٹ بھی کوئی نہیں ہے لیکن لفظ کینسر نہ بولیں۔ اس سے ان کا دل بیٹھے گا اور پہلے ہی نصف دل کام کر رہا ہے بیماری بھی اتنی شدید ہے۔ تعاون انہوں نے بڑا اچھا کیا۔ عام طور پر اس قسم کی باتوں میں تعاون نہیں کیا کرتے لیکن بہت ہی تعاون کیا) لیکن آخر مس ہاریہ جو ڈاکٹر ہیں انہوں نے مجھے کہا کہ اب مزید مجھ سے یہ برداشت نہیں ہو سکتا۔ اب میں کل لازماً بتاؤں گی۔ اس پر میں نے کہا کہ وہ جو بتائیں تو پھر میں بتاؤں گا اور ان کو میں نے کہا کہ آئندہ اگر آپ سے پوچھیں تو آپ بے شک بتائیں لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ آپ سے کبھی نہیں پوچھیں گی۔ چنانچہ میں نے ان کو آرام سے آہستہ سے سمجھایا۔ میں نے کہا آپ جو غیروں سے پوچھتی ہیں کہ آپ کو کینسر ہے کہ نہیں، آپ یہ بتائیں کہ کینسر کوئی ایسی بیماری ہے جسے خدا ٹھیک نہیں کر سکتا اور اگر وہ مارنا چاہے تو وہ کینسر ہی کا محتاج ہے۔ نزلے والے بھی مرجاتے ہیں شہد کی مکھی کاٹے تو اس سے مر جاتے ہیں۔ چھینک آنے سے مرجاتے ہیں مرنے والے بغیر بہانے کے بھی مرجاتے ہیں تو اللہ کے بلانے کے ہزار، لاکھ، کروڑ رستے ہیں اور کینسر کوئی (ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں) خدا تو نہیں ہے۔ اگر آپ کو پورا ایمان ہے اور آپ یقین رکھتی ہیں کہ خدا ہے اور خدا تعالیٰ میں قدرت ہے تو پھر دعا کریں لیکن کینسر کے اوپر اتنا زور نہ دیں کہ گویا یہ بلا ایسی ہے جس کا کوئی علاج ہی نہیں۔ پھر میں نے ان کو سمجھایا کہ دیکھیں آپ کو لاحق بے چینی کی ایک وجہ ہے۔ آپ دعا کرتی ہیں تو دعا کے ساتھ دعا کے قبول نہ ہونے کا تصور ہی نہیں ہے آپ سمجھتی ہیں کہ دعا ضرور اسی رنگ میں قبول ہو جس طرح آپ کر رہی ہیں یا جس طرح لوگ آپ کے لئے کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ دعا کے انداز نہیں ہیں۔ میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ دعا اس طرح کرنی چاہیئے کہ پہلے اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے سپرد کریں۔ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیں اور یہ کہہ دیں کہ ہم ہر طرح راضی ہیں۔ تیری رضا کے مطابق ہمارا دل سو فیصدی راضی رہے گا مطمئن ہے۔ کوئی شکوہ نہیں۔ اب ہماری التجا ہے کہ ایسا کر دے لیکن وعدہ ہے کہ ایسا نہیں کرے گا تو پھر بھی ہم تیرے ہی ہیں کوئی اور رستہ نہیں ہے۔ پھر میں نے ان کو سمجھایا کہ دیکھیں میں بھی تو جاؤں گا۔ ہم میں سے ہر ایک نے جانا ہے۔ یہ تو ایسی چیز ہے جو اٹل ہے۔ بچوں کے نام لئے گھر جو مہمان ٹھہرے ہوئے تھے ان کے بارہ میں کہا کہ ان میں سے ہر ایک پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ وہ آخری جان کنی کی حالت میں بستر پر ہوگا۔ میں بھی ہونگا۔ میرے بچے بھی ہوں گے ان کی اولادیں بھی ہوں گی۔ پہلے کوئی اس چیز سے بچ گئے تھے جو آپ کو یہ خیال ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شاید یہ بات ٹل جائے۔ ایک دفعہ یہ کہا کہ مولوی ہنسیں گے۔ میں نے کہا کہ جن کی قسمت میں (ـ) ہو ان کا میں کیا علاج کر سکتا ہوں۔ تقدیر الٰہی پر اگر کوئی ہنستا ہے تو اس کی بدبختی ہے لیکن میں یہ دعا نہیں کروں گا کہ مولوی ہنستے ہیں اس لئے خدا یوں کرے۔ میں نے جو آپ کو دعا کا طریقہ بتایا ہے وہ یہ ہے اور مجھے تو یہی پسند ہے۔ یہ سنتے سنتے رقت پیدا ہو گئی۔ آہستہ (کے اشارہ) سے کہا کہ بس کریں۔ بس۔ بس۔ بہت ہو گئی۔ اور یہ کہا: میں خدا سے معافی مانگتی ہوں۔ میں خدا سے معافی مانگتی ہوں۔ میں خدا سے معافی مانگتی ہوں۔ مجھ سے گناہ ہوا، غلطی ہو گئی۔ اے خدا مجھے معاف کر دے۔ آئندہ کبھی میں ایسی حرکت نہیں کروں گی۔ کبھی کسی کو ایسے نہیں پوچھوں گی اور اس عہد پر آخری دم تک قائم رہیں۔ یہاں تک کہ مس ہارپر نے کل حیرت سے کسی کو کہا کہ عجیب بات ہے کہ جب تک انہوں نے (میرا کہا کہ انہوں نے) ان سے کوئی بات نہیں کی (اور مجھے نہیں پتہ کہ کیا بات کی ہے) سخت بے چین تھیں اور بار بار مجھ سے پوچھتی تھیں کہ بتائیں کیا بیماری ہے۔ میں ٹھیک ہو جاؤں گی کہ نہیں۔ لیکن اس کے بعد ایسا اطمینان ہے کہ بے چینی کا کوئی اظہار نہیں اور بیقراری کا بالکل اظہار نہیں، نہ مجھ سے پوچھا نہ بات کی، مجھے ضرورت ہی نہیں پڑی تو اللہ کے فضل سے وہ بات کو سمجھ کر آخری دم تک وفا کے ساتھ اس عہد پر قائم رہیں اور غیر اللہ کی طرف نہیں دیکھا۔ آخر پر یہ حالت تھی کہ بجائے اس کے کہ ہم ان کو تسلی دیتے وہ ہمیں تسلی دیتی تھیں۔ مجھے کہا کہ آپ بس کریں۔ اتنا نہ غم فکر کریں۔ اتنا غم نہ لگائیں۔ میں نے جواب دیا۔ کہ بی بی میں مجبور ہوں۔ مجھے تو دور کے غم بھی تکلیف دیتے ہیں۔ کوئی کسی کونے میں بیمار ہو تو میں بے چین ہو جاتا ہوں۔

پاکستان میں احمدیوں کی تکالیف کا ذکر

پاکستان میں احمدیوں کی تکلیف نے میری جان نکالے رکھی ہے۔ کبھی اتنا عذاب میں مبتلا نہیں ہوا جتنا پاکستان سے خبریں آنے پر اور احمدیوں کی تکلیف پر عذاب میں مبتلا ہوتا رہا ہوں۔ تم تو میرے قریب ہو۔ تمہارا دکھ تو میری آنکھوں کے سامنے ہے بالکل پاس ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں محسوس نہ کروں۔ ہاں اللہ صبر کی توفیق دیتا ہے۔ میرا حال مجھ تک ہی ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ غیروں پر نہ کھلے لیکن یہ کہو کہ تکلیف نہ ہو۔ میں نے کہا یہ میرے بس کی بات نہیں ہے تو پھر اشارے سے کہا ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں لیکن بعض دفعہ مجھے یہی کہا کرتیں کہ اب گھبرانا نہیں۔ باوجود اس کے کہ کینسر کی اس بیماری میں شدید تکلیف اور عذاب میں مبتلا ہو کر لوگ مرتے ہیں لیکن کل یہ اللہ کا عجیب احسان تھا کہ آخری وقت میں بڑی ہی پُر سکون تھیں۔ میں نے کہا: میں بچیوں کو بلاتا ہوں، بلایا بھی لیکن کہتی تھیں کہ نہیں بلانا، ان کو گھبراہٹ ہو گی۔ میں نے کہا کہ یہ بات میں نہیں مانوں گا۔ ان کا حق ہے۔ میں مجبور ہوں، ان کو ضرور بلانا ہے۔ نظر آ رہا تھا کہ اب جا رہی ہیں۔ تو بچیاں آئیں۔ ان سب کو یہی کہا کہ گھبرانا نہیں۔ میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔ آپ نہ گھبرائیں۔ پھر مجھے کہا کہ جائیں۔ آپ روزہ پر جائیں۔ نماز پر جانا ہے۔ میں نے کہا۔ میں آ جاتا ہوں۔ لیکن کہا کہ نہیں آپ نے واپس نہیں آنا۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ وہ تو میں نے آنا ہی آنا ہے۔ چنانچہ رات بارہ بجے کے قریب جو آخری اطلاع ملی ہے وہ بشیر کی طرف سے یہی تھی (ڈاکٹر بشیر نے بڑی خدمت کی ہے) کہ اطلاع آئی ہے کہ حالت سخت تشویشناک ہے۔ چنانچہ اسی وقت میں بچوں کو لے کر گیا تو رستہ میں عزیزم ڈاکٹر مبشر احمد کا ٹرانسمیشن کے ذریعہ یہ پیغام ملا کہ میں نیچے لفٹ کے سامنے انتظار کر رہا ہوں۔ میرے ساتھ جو بیٹیاں بیٹھی ہوئی تھیں میں نے انہیں کہا کہ اب تمہیں بات کی سمجھ آ گئی ہے اگر حالت تشویشناک ہوتی تو مبشر بی بی کے بستر کا پہلو چھوڑ کر نہ آتا۔ نیچے جو آ گیا ہے اس لئے اب تم تیار ہو جاؤ اور مجھ سے وعدہ کرو کہ صبر کا نمونہ دکھاؤ گی اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرو گی جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو۔ میں نے کہا۔ ہم نے دنیا کو صبر سکھانے ہیں۔ ہم اگر ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس طرح بے چین ہو جائیں اور واویلا شروع کریں تو ٹھیک نہیں ہے اور عجیب بات ہے کہ ان کی والدہ نے بھی کسی کو مخاطب کر کے کہا کہ اب تم واویلا نہ کرنا اور صبر سے کام لینا۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے بچیوں نے عظیم الشان نمونہ دکھایا ہے اور پوری وفا کے ساتھ اپنے عہدوں پر قائم رہیں اور قائم ہیں اور اللہ آئندہ بھی (خدا نے چاہا تو) ان کو قائم رکھے گا۔

یہ ان کی بیماری کے مختصر حالات تھے۔ ایک خاص بات جو میرے دل کو بہت ہی بھائی وہ یہ تھی کہ ایک دفعہ میں نے کہا کہ بی بی میں آپ کے لئے بہت دعا کر رہا ہوں۔ آپ کو تصور نہیں ہے کہ کس طرح کر رہا ہوں تو کہتی ہیں صرف میرے لئے نہ کریں۔ ساری دنیا کے بیماروں کے لئے کریں۔ اور بھی تو بیمار ہیں۔ وہ بھی تو دکھوں میں مبتلا ہیں۔ میں نے کہا۔ میں پہلے ہی ان کے لئے دعا کر رہا ہوں اور کبھی ہوا ہی نہیں کہ تمہارے لئے کروں اور توجہ پھیل کر ساری دنیا میں بیماروں تک نہ پہنچے۔ جس جس ملک میں، مختلف CONTINENTS میں لوگ تکلیف میں مبتلا ہیں۔ تمہارے دکھ کا فیض دعاؤں کی صورت میں سب کو پہنچ رہا ہے اس پہ چہرے پر بڑا ہی اطمینان آیا اور کہا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے اس طرح دعا کیا کریں۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ابتداء میں آپ کا لجنہ وغیرہ سے کوئی ایسا تعلق نہیں تھا کیونکہ تربیت اور رنگ کی تھی لیکن میرے کاموں میں بہت ہی بوجھ اٹھایا ہے کیونکہ میرے تعلقات بہت زیادہ وسیع تھے اور ہر وقت مہمانوں کا آنا جانا، گھروں میں میٹنگز ہونی۔ میرا بے وقت گھر سے باہر نکل جانا، صبح ایک سفر پر روانہ ہوا کہ رات کو آ جاؤں گا لیکن وہاں سے آگے بنگال چلا گیا۔ کئی دفعہ دو دو ہفتے بعد، تین تین ہفتے بعد لوٹا لیکن کبھی بھی عدم تعاون کا اظہار نہیں کیا۔ یہ شکوہ نہیں کیا کہ آپ یہ مجھ سے کیا کرتے ہیں۔ مجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور بتاتے بھی کچھ نہیں۔ میں سلسلہ کے کام کیا کرتا تھا تو بہت سی ایسی باتیں تھیں جن کا گھر میں اشارۃً بھی ذکر نہیں کرتا تھا۔ اس پر یہ شکوہ کبھی کیا کرتی تھیں کہ باقیوں کو پتہ ہے آپ مجھ سے ہی صرف راز رکھتے ہیں۔ مجھ سے فلاں نے پوچھا کہ آپ نے فلاں کام کیا فلاں جگہ گئے۔ مجھے نہیں بتایا۔ میں نے کہا کہ میں تو جماعتی کاموں کو اور گھر کے معاملات کو الگ الگ رکھتا ہوں اور میں پسند نہیں کرتا کہ مجھ پر جو جماعتی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ میں ان کا گھر والوں سے ذکر کروں۔ اس طرح پھر گھروں کے دخل شروع ہو جاتے ہیں اور پھر تبصرے اور اور بہت سی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اس طرح میرے کاموں پر غلط اثر پڑنے کا خطرہ ہے تو اس بات کو پھر ہمیشہ قبول کئے رکھا اور وفات کے دن تک کبھی بھی جماعتی کاموں میں دخل اندازی کی نہ کوشش کی نہ مجھ سے جستجو کی نہ مشورے دیئے۔ اگر مشورے دیئے ہیں تو معمولی مثلاً اہم[1] کو ٹھیک کرنا ہے۔ مہمان آتے ہیں اور وہ بہت گندی حالت میں ہے وہاں جا کر کام بھی کیا لیکن رفتہ رفتہ جماعت کی خواتین سے تعلق بہت بڑھ گیا اور خاص طور پر ترک وطن کے بعد بہت وسیع تعلق ہوا ہے۔ آسٹریلیا میں، فجی میں، سنگاپور میں، پھر یورپ کے CONTINENT کے سب ممالک میں، کینیڈا میں، امریکہ میں جہاں جہاں گئیں بہت ہی انکساری کے ساتھ خواتین سے ملتی تھیں اور یہ ایک ایسی خوبی ہے جو فطرۃً ودیعت ہوئی تھی۔ اس میں کوئی تکلف نہیں تھا۔ کبھی بھی اپنے آپ کو کسی معنوں میں بھی بڑا نہیں سمجھا اور ہر ایک سے برابر محبت سے پیار سے ملتی تھیں۔ خاص طور پر انگلستان کی خواتین سے تو بہت ہی تعلق تھا اور کہا کرتی تھیں کہ ان کے بہت ہی احسانات ہیں۔ بہت خدمت کی ہے۔ لیکن یہ تکلیف تھی کہ میں ان سے بیماری کی حالت میں نہیں مل سکتی۔ کیا کروں؟ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کہ اس حالت میں لوگ آ کر مجھے دیکھیں۔ اس لئے میں اچھی ہوں گی تو پھر ملوں گی۔ پیغام دے دو کہ میرے دل میں قدر ہے۔ میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ میں جو روکتی ہوں تو وہ میری مجبوری ہے۔ چنانچہ میں نے جس حد تک بھی مجھ سے ہو سکا لجنہ والیوں کو پیغام بھیجے کہ بی بی کے متعلق وہ غلط تصور نہ کریں (ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں) ایسا آپ سے عدم تعلق کی وجہ سے نہیں بلکہ تعلق کی وجہ سے ہے اور بہت چند تھے جن کے ساتھ اتنی بے تکلفی تھی یا بیماری کے دوران ہو گئی کہ جن کو آپ اپنے ساتھ برداشت کر لیتی تھیں اور کہتی تھیں کہ انہی کے سپرد خدمت کر دو۔ ان میں ایک کیپٹن بشریٰ نرس، غالباً سردار رفیق صاحب کی بیگم ہیں۔ انہوں نے بہت خدمت کی ہے۔ ایک لئیقہ احمد کرائیڈن کی ہیں۔ انہوں نے دن رات خدمت کی۔ ان دونوں کی خدمت کو بہت سراہتی تھیں۔ اس کے علاوہ اور بھی ایسی خواتین تھیں جن کو خدمت کا موقعہ ملا ہے۔ امۃ القدوس ایاز جو ڈاکٹری کے چوتھے سال میں پڑھ رہی ہیں اور افتخار ایاز صاحب کی بیٹی ہیں ان سے بہت خوش تھیں۔ ایک تو وہ ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے ان کے مرض کو سمجھتی تھیں دوسرے ان کا مزاج اتنا دھیما، میٹھا، محبت کرنے والا ہے کہ بہت ہی پیار کے ساتھ ان کو سمجھاتی تھیں چنانچہ ان سے بہت خوش رہتی تھیں اور کئی دفعہ قدوس مجھے بتاتی تھیں کہ آپ پہلے آتے تو حیران ہو جاتے کہ کتنے اچھے موڈ میں مجھ سے باتیں کرتی رہیں اور اپنی پرانی باتیں بتاتی رہیں جو سفر آپ کے ساتھ کئے، یہ وہ سب قصے سناتی رہیں ان تین خواتین کو تو بہت ہی غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی ہے۔ اس کے علاوہ صبیحہ نون صاحبہ ہیں۔ نعیمہ کھوکھر ہیں اور باقی سب کو جہاں جہاں کچھ موقعہ ملا، خدمت تو انہوں نے کی لیکن مجبوری کی وجہ سے اُن کو زیادہ موقعہ دیا نہیں جا سکا۔

باہر سے جو آتے ہیں، ان کو پہلے تو میں بہت روکتا رہا کیونکہ میری طبیعت پر بوجھ پڑتا تھا کہ لوگ آ جائیں اور خاص طور پر اس لئے کہ ان کو اپنی ذہانت کی وجہ سے فوراً پتہ لگ جاتا کہ کوئی بات ہو گئی ہے جو لوگ آ رہے ہیں مگر بہر حال بہنوں بھائیوں کا حق ہے میں اس کو روک نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ بہت مشکل سے ذہنی طور پر تیار

---

[1] انگلستان میں بیت الفضل کے قریب جماعت کا گیسٹ ہاؤس مراد ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا اور کہا کہ میں نے روک تو دیا ہے کہ کیا ضرورت ہے آنے کی؟ وہ بہت اصرار کر رہے ہیں کہ ہمارا دل ملنے کو چاہتا ہے۔ آپ کیوں روکتے ہیں؟ تو کیا پھر میں اجازت دے دوں؟ شروع میں تو کہتی تھیں کہ اجازت نہ دو لیکن میرے بار بار مختلف طریق سے کہنے پر آخر آمادہ ہو گئیں تو عزیزہ شاہدہ نسیم، ان کے بھائی نسیم کی بیوی اور نسیم دونوں آ گئے۔ صبیحہ آ گئیں۔ جو ان کی بڑی بہن ہیں۔ فوزیہ بھی چند دن ہوئے پہنچ گئیں۔ میری بہنوں نے بہت زور دیا مگر میں نے کہا کہ نہیں، مناسب نہیں ہے۔ آپ لوگ ٹھہریں۔ اپنی بہنوں کی تو اور بات ہے میری بہنیں بھی پہنچنی شروع ہو گئیں تو ان کو خطرہ ہو گا کہ معاملہ بہت زیادہ سنگین ہو گیا ہے لیکن امۃ الجمیل اور باجی امۃ القیوم جو میری بڑی باجی ہیں اور بھائی صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی بیگم ہیں یہ یہاں پہنچ گئی تھیں۔ کل ہی پہنچیں اور ملاقات ہو گئی۔ دیکھ لیا۔ یہ ان کا عرصۂ حیات اور بیماری کا دور تھا۔

بعض دفعہ تسلّی کے لئے میں جو باتیں ڈھونڈتا تھا ان میں ایک یہ بات بھی تھی جس کو بڑے ہی جذبۂ تشکّر کے ساتھ سُنا کرتی تھیں۔ میں نے کہا کہ دیکھو! آج دُنیا میں ایک مریض ہے جس کے لئے اتنی دعائیں ہو رہی ہیں کہ خدا کی قسم ساری دنیا میں کوئی مریض ایسا نہیں جس کے لئے اتنی دُعائیں ہو رہی ہوں۔ مشرق سے مغرب تک دُنیا بے چین ہے کسی نے کہا کہ مجھے خط ملتے ہیں۔ تم اندازہ نہیں کر سکتی کہ کتنے تڑپانے والے خط ہیں۔ آدمی حیران ہو جاتے ہیں۔ کالے، گورے، ہر رنگ کے لوگ دور دراز ملکوں میں اس قدر بے قرار ہیں تو خدا نے تمہیں یہ سعادت نصیب کی ہے۔ کہاں سے کہاں تمہیں پہنچا دیا۔ شکر کرو۔ مجھے کہا کہ آپ لاکھ لاکھ شکر کریں۔ میں نے کہا کہ ہاں میں تو لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں تو آخری دَور میں دُعاؤں کی طرف، نیک باتوں کی طرف، ذکرِ الٰہی کی طرف بہت ہی توجہ رہی اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آخری دنوں میں پوری طرح بغیر کسی تردّد کے، بغیر کسی استثناء کے کامل طور پر راضی برضا ہو چکی تھیں اور اپنے آخری وقت کا اندازہ ہو چکا تھا۔

رات جس وقت دَم توڑا ہے کوئی تکلیف نہیں تھی۔ باتیں کر رہی تھیں اور یہی اللہ سے میری بہت زیادہ دُعا تھی کہ اے خدا! آرام سے اٹھانا۔ بشریٰ نرس جو ساتھ تھیں انہوں نے کہا کہ باتیں کر رہی تھیں۔ کوئی تکلیف نہیں تھی۔ بڑے سکون میں تھی تو ایک بات کے بعد دوسری بات نہیں آئی۔ میں نے دیکھا تو گھبرا کر میں باہر گئی۔ ڈاکٹر نے آ کر دیکھا تو اس نے کہا کہ یہ تو دَم توڑ چکی ہیں۔ اس طرح خدا نے اس التجا کو قبول فرما لیا اور بڑے سکون کے ساتھ رخصت ہوئیں۔ ان کی نمازِ جنازہ (اللہ نے چاہا تو) کل اسلام آباد میں ظہر کی نماز کے بعد ہو گی لیکن اس نمازِ جنازہ کے ساتھ میں ایک نمازِ جنازہ غائب کو بھی شامل کرنا چاہتا ہوں اور وہ ایک ایسی خاتون کی نمازِ جنازہ ہے جن کے متعلق ایک خاص بات محرّک بنی ہے۔

مکرم چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ کی بیگم کا ذکر

ہمارے چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ جو انڈونیشیا میں مستقل طور پر (مربی) فائز ہوئے ہیں ان کی بیگم فاطمہ بیگم صاحبہ کو بھی بی بی والا ہی کینسر تھا یعنی پتے کا کینسر جو کینسر میں سب سے زیادہ خطرناک سمجھا جاتا ہے۔ یہ بات پیشِ نظر رکھیں لیکن اب جو اصل محرّک بنا وہ ایک اَور بات ہے۔ وہ یہ کہ حضرت بھائی جان (اللہ کی رحمتیں ہمیشہ آپ پر نازل ہوں) کی بیگم طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ نے مجھے ایک خواب لکھی اور لکھا کہ میں اس کی وجہ سے بڑی سخت پریشان ہوں کہ حضرت (امام جماعت احمدیہ الثالث) اس دنیا میں کہیں مجھ سے ناراض نہ ہوں۔ کہتی ہیں میں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ وہ آتے ہیں اور میری طرف کوئی توجہ نہیں کرتے اور ایک معمولی سی عام سی لڑکی ہے اُس کے ساتھ شادی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ شادی کر کے اُس کو لے جاتے ہیں اور اُس کے باپ کا نام دوست محمد ہے۔ جب میں نے یہ رؤیا پڑھی تو اسی وقت میں نے آفاقی نظر ڈال کر دیکھا کہ خدا کے نزدیک کون ایسا ہے کہ جس کا اتنا مرتبہ ہو کہ عالمِ بالا میں ایک سابق (امام) اُس کے استقبال کے لئے تیاری کرے اور ویسے دیکھنے میں وہ معمولی سی انسان ہو۔ میں نے ان کو تعبیر تو اسی وقت لکھ دی لیکن جب میں نے نظر ڈالی تو مجھے یہی فاطمہ بیگم نظر آئیں۔ میں نے لکھا کہ فاطمہ بیگم کے وصال کی خبر ہے۔ آپ کے لئے پریشانی کی کوئی خبر نہیں۔ ان کو ملیں اور میری طرف سے عیادت کریں اور سلام پہنچائیں۔ چنانچہ وہ گئیں اور مجھ سے تعجب کا اظہار بھی کیا کہ آپ نے یہ کیسی تعبیر کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ ایک بہت ہی فدائی اور غیر معمولی صابرہ واقفِ زندگی عورت تھیں۔ خاوند نے وقف کیا۔ شادی کے ۴۱ سال کے عرصہ میں سے صرف ۱۱ سال اکٹھے رہنا نصیب ہوا اور ۳۰ سال جدا رہے اور نہایت غربت کی حالت میں زندگی بسر کی۔ شادی کے ۴۱ سال کی ساری عمر کوارٹروں میں بسر ہوئی۔ ان کی چار بچیاں ہیں۔ ان کو پڑھانا، بڑھانا، ان کی دیکھ بھال، ان کی شادیاں بھی خود کیں اور خاوند تو الگ دُنیا میں بسنے والے انسان تھے۔ ان کا اپنی بیوی اور بچیوں کے سُود و زیاں سے گویا کوئی بھی تعلق نہیں تھا اور انہوں نے کلیتہً ذمّہ داری قبول کی۔ میری ان سے پہلے وقفِ جدید میں واقفیت ہوئی جب میں وہاں ہومیوپیتھک کیا کرتا تھا تو کوارٹرز کے اکثر مریض وہاں آتے تھے۔ فاطمہ بیگم بھی اپنی ایک بچّی کو لے کر آئیں جن کو الرجی کی بڑی تکلیف تھی۔ غالباً طیبّہ چیمہ تھیں یا امۃ الحمید یا بشریٰ یا ثمینہ، مجھے اب یاد نہیں ثمینہ تو نہیں تھیں وہ بہت چھوٹی ہیں۔ طیبّہ اور امۃ الحمید میں سے کوئی تھیں۔ غالباً طیبّہ تھیں۔ وہ بی ایس سی میں یا ایم ایس سی میں پڑھ رہی تھیں، سائنس کی سٹوڈنٹ تھیں۔ میں نے بہت علاج کیا مگر میرے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہُوا لیکن مسلسل آتی تھیں اور کہتی تھیں کہ آپ پر مجھے اعتماد ہے۔ آپ جو بھی ہے علاج کریں۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے پھر کسی اور ذریعہ سے شفا بخش دی۔ اس وقت میں نے ان کو قریب سے دیکھا ہے اور اتنی ہی واقفیت ہے۔ بڑی صابرہ شاکرہ۔ کسی قسم کا کوئی تصنّع نہیں۔ کوئی ریاء نہیں۔ بہت سادہ زندگی، سلسلہ کی فدائی۔ دس سال تک صدر لجنہ بھی رہیں اور قرآن کریم پڑھانے کا بہت شوق تھا۔ خود بھی بڑے شوق سے سیکھا۔

دوست محمد کے متعلق مجھے خیال آیا کہ ان کے والد ضرور کوئی (رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ) ہوں گے یا کوئی بزرگ ہوں گے ورنہ ان کا نام دوست محمد نہ بتایا جاتا۔ جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ ان کے والد چوہدری محمد عبداللہ صاحب جو قلعہ صُوبا سنگھ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ۱۴ سال کی عمر میں ۱۹۰۴ء میں حضرت (بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی بیعت کی اور وہ (حضور کے رفیق) تھے اور بہت ہی فدائی اور عاشق انسان تھے۔ زندگی کا اکثر حصّہ وہی جماعت کے امیر رہے اور گھٹیالیاں کالج بنانے میں بھی انہوں نے بڑی محنت کی۔ یہ اُس دَور کے لوگ ہیں جن میں پٹواریوں میں ولی پیدا ہونا بہت شاذ کی بات ہُوا کرتی تھی لیکن حضرت (بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ پٹوارخانوں سے اولیاء پیدا کر دیئے۔ ان کی بھی چار بیٹیاں تھیں اور فاطمہ بیگم کی بھی چار بیٹیاں اور میری بھی چار بیٹیاں تو جب میں نے غور کیا تو یہ سارا تعلق قریب آ گیا اور بیماری بھی وہی تھی۔ ان کے کوائف وغیرہ پہلے مل چکے تھے مگر چونکہ مجھے بعض رؤیا وغیرہ کی وجہ سے اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے (اس میں اسلام اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ) کی خوشخبری سے دل میں یقین تھا کہ اب دن قریب ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ان کا جنازہ بھی بی بی کے جنازے کے ساتھ ہی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ حاضر اور ایک جنازہ غائب اور ساتھ واقفین کو یہ تلقین کرنے کا بہانہ بھی ہاتھ آ جائے گا کہ اس کو وقف کہتے ہیں۔ خاوند نے وقف کیا اور کامل وفا کے ساتھ بیوی نے اپنی زندگی کی ساری جوانی دین کے حضور پیش کر دی اور سارے دُکھ خود اٹھائے اور خاوند کو بے فکر کر کے دین میں چھوڑ دیا۔ اس کے برعکس آج کے زمانہ میں ایسے واقفین ہیں کہ جب وہ باہر آتے ہیں اور جماعت کے صدقے اُن کو مقامی نیشنلٹی نظر آنے لگتی ہے تو آنکھیں پھیر لیتے ہیں اور اس میں بڑی حد تک بیویاں ذمّہ دار ہوتی ہیں۔ اپنے خاوندوں کو کہتی ہیں کہ اب کیا ضرورت ہے۔ بس ٹھیک ہے۔ اپنی نیشنلٹی لو، وظیفے لو، اپنے بچّوں کو یہاں تعلیم دلاؤ۔ جماعت میں کیا رکھا ہے۔ اگر نہیں بھی کہتیں تو عملاً یہی ہے۔ مجھے تحریک جدید کی طرف سے بعض لوگوں نے یہ متنبہ کیا کہ آپ اس معاملہ میں بہت زیادہ سہولت دے رہے ہیں۔ بہت زیادہ نرمی کر رہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ واقفین کو اُن کی بیگمات کے ساتھ اجازت ہے اور پھر لمبا عرصہ وہاں ٹھہرے رہتے ہیں تو اس سے تو خطرہ ہے کہ وہ بھاگ جائیں گے۔ میں نے ہمیشہ ان کو جواب دیا کہ جو خدا کے ہیں وہ خدا کے پاس رہیں گے اور جو نہیں ہیں وہ بھاگ جائیں گے۔ مجھے ان کو رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو خدا کا ہے وہ نہیں بھاگ سکتا۔ اس کا آخری سانس خدا کے قدموں میں ہوتا ہے اور وفا کے ساتھ وہ خدمتِ دین پر قائم رہتا ہے۔ یہ ذوقف ہوا کرتا ہے تو کئی لوگ ایسے آئے، چلے گئے وہ سمجھتے ہیں ہم چالاکیاں کر گئے ہیں مگر (وہ اپنے نفسوں کے سوا کسی کو دھوکہ نہیں دیتے) وہ اپنے نفسوں کے خلاف چالاکیاں کر رہے ہیں۔ دھوکہ دے رہے ہیں تو اپنے وجودوں کو، اپنی اولاد کو اور ان کی زندگیاں برباد کر رہے ہیں۔ ان کا کچھ بھی نہیں رہا۔ نہ دین رہا نہ دنیا رہی تو یہ گھاٹا کھانے والے لوگ ہیں۔ وفادار اور کامل وفادار رہی ہے جس کا وقف قبول ہوتا ہے اور اس ضمن میں بیویاں ایک غیر معمولی کردار ادا کر سکتی ہیں۔ اور یہ وہ ہیں جن کے متعلق تاریخ خاموش رہ جاتی ہے تو آپ لوگ متعجب نہ ہوں کہ میں نے آج کیوں خصوصیت سے ان کا ذکر کیا ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ احمدیت کی تاریخ میں کچھ باب ہیں جو سیاہی سے کتابوں پر لکھے جا رہے ہیں۔ کچھ اُن کے پس منظر میں روشنائی سے لکھے جانے والے ایسے ابواب بھی ہیں جن کو ظاہری آنکھ نہیں دیکھ رہی۔ کتنی قربانی کرنے والی عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے خاوندوں کے بغیر اپنی جوانیاں ڈھال دیں اور زندگی کے آرام تج دیئے اور بڑے صبر کے ساتھ اپنے دکھوں کو اپنی حد تک اپنی چھاتیوں میں محفوظ کئے ہوئے وہ وفا کے ساتھ سلسلہ کی خدمت پر قائم رہیں۔ عہدِ بیعت پر قائم رہیں۔ عہدِ وقف پر نہ صرف قائم رہیں بلکہ خاوندوں کو قائم رکھا اور جب اُن میں کمزوری آئی تو اُٹھ کھڑی ہوئیں اور کہا: خبردار! یہ وہ رستہ ہے جس سے واپسی کا کوئی سوال نہیں تو ان کا بھی تو تاریخ میں ذکر آنا چاہیئے۔ میں نے سوچا کہ اب وقت ہے۔ صرف میری بیوی کا حق نہیں۔ اور واقفینِ زندگی ہیں جن کی بیویاں ہیں جنہوں نے بڑی بڑی اور بہت زیادہ قربانیاں کی ہیں۔ ان کا بھی حق ہے کہ تاریخ اُن کے ناموں کو زندہ رکھے اور اُن کے لئے دعائیں کی جائیں۔ صرف مشکل یہ ہوتی ہے کہ عورتوں کے معاملات میں بعض دفعہ جب باقاعدہ کوائف اکٹھے کئے جائیں تو مبالغہ آمیزی، کوئی مقابلے کچھ ریاکاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے میں نے ابھی تک ایسا نہیں کہا لیکن دوسرے جن کے علم میں ایسی مخلص خواتین آتی ہیں جو فوت ہو چکی ہوں یا ابھی زندہ ہوں اُن کو چاہیئے کہ وہ اُن کی تاریخ محفوظ کر کے تحریکِ جدید کو بھجوائیں تاکہ اُن کے نام بھی کتابوں میں دعاؤں کی خاطر لکھے جائیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے وہ تو کسی ظاہر ذکر کا بھی محتاج نہیں ہے۔ اس کے ہاں تو ان واقفین کی یہ پاک مقدس بیویاں بھی وقف کے طور پر ہی شمار ہوں گی اور ان کا فیض (اگر اللہ نے چاہا تو) ان کی آئندہ نسلوں کو پہنچتا رہے گا۔

حضرت بیگم صاحبہ کی طرف سے سب کو سلام

اس کے بعد اب میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ بی بی کی طرف سے آپ سب کو سلام۔ کیونکہ وہ بار بار اظہارِ تشکر کرتی تھیں کہ جماعت کتنی پیاری ہے اور کتنی دعائیں کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی غریقِ رحمت کرے اور ہم سب کا بھی نیک انجام کرے اور ہماری اولادوں کو پوری وفا کے ساتھ دینِ حق پر قائم رکھے اور خدمتِ دین کی توفیق صرف یہی نسلیں نہ پائیں بلکہ نسلاً بعد نسلٍ قیامت تک ہماری اولادیں پوری وفا کے ساتھ خدمتِ دین کی توفیق پاتی رہیں۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور نے فرمایا کہ "مجھے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ پاسپورٹ پر تاریخِ پیدائش ۲۱ر جنوری ۱۹۳۵ء لکھی ہوئی ہے۔ مجھے علم ہے لیکن وہ غلطی سے لکھی گئی تھی اور پھر ٹھیک نہیں ہو سکی تو وہی چل رہی ہے مگر اصل تاریخِ پیدائش ۱۹۳۶ء ہے کیونکہ میرے پاس جو پہلا پاسپورٹ پڑا ہوا ہے اس پر ۳۶ء ہی لکھی ہوئی ہے بعد میں کسی وجہ سے غلطی ہو گئی۔

یومِ تحریکِ جدید

۲۴ اپریل ۱۹۹۲ء بروز جمعۃ المبارک

امراء و صدر صاحبان جماعت کی خدمت میں درخواست

امسال (۱۹۹۱ء) مجلس مشاورت میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا جسے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمالیا کہ "وکالت دیوان چندہ کے علاوہ دیگر مطالبات تحریک جدید کے لئے سال میں کم از کم دو مرتبہ یوم تحریک جدید منانے کا اہتمام کرے"

۱۔ اس کی تعمیل میں آپ سے درخواست ہے کہ ۲۴ اپریل ۱۹۹۲ء بروز جمعۃ المبارک یوم تحریک جدید منایا جائے۔ جس میں احباب جماعت کو چندہ کے علاوہ دیگر مطالباتِ جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔

۲۔ اس موقع پر امراء/صدر صاحبان اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کر کے دیگر مطالبات کی اہمیت احباب جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔

۳۔ خطبات جمعہ میں تحریک جدید کے مطالبات اور ان کی حکمتِ عملی بیان کی جائے۔

۴۔ اس دن خصوصیت کے ساتھ تحریکِ جدید کے ذریعہ جماعت پر نازل ہونے والے انعامات و افضالِ الٰہیہ کا احبابِ جماعت کے سامنے ذکر کیا جائے۔

۵۔ اس دن حسبِ ذیل مطالبات پر خصوصی طور پر روشنی ڈالی جائے۔

۱۔ احباب جماعت سادہ زندگی بسر کریں۔ (لباس اور کھانے میں سادگی اختیار کی جائے)

۲۔ مطالبہ وقفِ اولاد/ وقفِ زندگی:۔ ا۔ والدین اپنی اولاد کو خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔

ب۔ نوجوان اور ریٹائرڈ احباب دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔

ج۔ رخصتِ موسمی اور رخصت کے ایام خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔

۳۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔

۴۔ جو لوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا جو کام بھی مل سکے کر لیں۔

۵۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔

۶۔ راستوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔

۷۔ قومی دیانت کا قیام کریں۔

۸۔ مقاصد تحریک جدید کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔

آپ سے درخواست ہے کہ اس سلسلہ میں اپنی مساعی کی رپورٹ سے دفتر کو مطلع فرمائیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

اطلاعات و اعلانات

درخواستِ دعا:۔ عزیز عاطف امین ہاشمی ابن مکرم امین الرشید ہاشمی صاحب کو اپنی کالج کی پریس مشین میں کام کرتے ہوئے حادثہ پیش آگیا اور بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں بذریعہ اپریشن کاٹ دی گئیں۔ تکلیف بے حد ہے۔

○ عزیز رفیع احمد ابنِ مکرم ہدایت اللہ کاشمیری صاحب کو ویگن کا حادثہ ہونے سے شدید چوٹیں آئیں اور سات روز سے بے ہوش ہے۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال:۔ مورخہ ۲۶ مارچ بروز جمعرات بوقت شام ۶½ بجے مکرم قریشی مسعود احمد صاحب آف کراچی مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ مکرم قریشی صاحب جماعت اور انصار اللہ کے مختلف عہدوں میں خدمات بجالاتے رہے۔ ان کی نمازِ جنازہ اگلے دن بروز جمعہ بعد نماز جمعہ مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے ربوہ میں پڑھائی۔

احباب ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

گمشدگی رسید بک

○ مجلس خدام الاحمدیہ اسلام پورہ لاہور کی رسید بک نمبر ۴۴۱۵ گم ہو گئی ہے۔ اسکی رسیدات ۱ تا ۴۴ استعمال شدہ ہیں۔ اس رسید بک پر کوئی چندہ ادا نہ کرے اگر کسی کو یہ رسید بک مل جائے تو دفتر خدام الاحمدیہ پاکستان۔ ایوانِ محمود ربوہ بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

مہتمم مال

(مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ صدر پاکستان نے افغانستان میں عبوری حکومت کے قیام سے قبل افغان عبوری کونسل کے قیام کی تجویز کو صحیح سمت میں مثبت اقدام قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس کونسل میں جن نمائندوں کو شامل کیا جائے وہ اگر مجاہدین رہنماؤں کے متفقہ افراد نہ ہوں تو کم از کم لیڈروں کی اکثریت کی رضامندی سے نامزد کئے جائیں۔ صدر نے کہا کہ اس اقدام سے افغان مسئلے کے پرامن حل میں آسانی ہوگی۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر نے کہا ہے کہ وزیراعظم کے خلاف ریفرنس مسترد نہیں کئے بلکہ پی ڈی اے کو واپس کئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہائی کورٹ کی رولنگ کے تحت جانچ پڑتال کے بعد میں نے ریفرنسوں میں لگائے گئے الزامات میں کوئی صداقت نہیں پائی۔

○ وفاقی کابینہ کے اجلاس میں آٹے کی قیمتوں میں اضافے کے مسئلے پر زبردست تلخی ہوگئی۔ اور وزراء دو حصوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک گروپ نے آٹے کی قیمتوں میں اضافے کی زبردست حمایت کی جب کہ دوسرا گروپ مخالفت میں ڈٹ گیا۔ مخالف گروپ نے کہا ہے کہ غریب عوام پہلے ہی روٹی اور چٹنی کھاتے ہیں۔ ہم ان سے وہ بھی چھین رہے ہیں۔ انہوں نے حکومت کو اس ظلم سے باز رہنے کو کہا۔

○ حالیہ آٹے کی قیمتوں میں اضافے سے آٹے کے تھیلے کی قیمت ۷۶ سے بڑھ کر ۸۴ روپے تک ہو جائے گی۔ اس کے نتیجہ میں عام آدمی کے مسائل بڑھ جائیں گے۔ روٹی۔ مٹھائی اور بیکری بھی مہنگی ہو جائے گی۔

○ لاہور میں فاتح قومی کرکٹ ٹیم کا مثالی استقبال کیا گیا۔ خواتین بچوں بوڑھوں اور جوانوں نے ٹیم کے ارکان پر پھولوں کی برسات کر دی سینکڑوں کبوتر اور غبارے چھوڑے گئے سخت گرمی کے باوجود ہزاروں افراد نے ٹیم کا استقبال کیا۔ کھلاڑیوں کو پھولوں سے لاد دیا گیا۔ صوبائی دارالحکومت کی سڑکیں لالہ زار بن گئی۔

○ عمران خان کے کینسر ہسپتال کے لئے لاہور شہر کی مختلف تنظیموں نے ایک کروڑ روپے کے عطیات دئے ہیں۔

○ پاکستان ریلویز کی انتظامیہ نے کابینہ کی منظوری کے بغیر مال گاڑیوں کے کرایہ میں اضافہ کر دیا ہے۔ اسی طرح گودام کے کرایوں میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس سے گرانی میں مزید اضافہ ہونے کا خدشہ ہے۔

○ قومی اسمبلی کے سابق رکن سردار تاج محمد رند اور ان کے سات باڈی گارڈ نامعلوم افراد نے اندھا دھند فائرنگ کر کے ہلاک کر دئے۔

○ ڈاکٹر عبدالقدیر خان ریسرچ لیبارٹریز کہوٹہ نے تپ دق۔ ایڈز کوڑھ اور کینسر کے علاج کی دریافت کا انکشاف کیا ہے جو کہ مستقبل میں ان امراض کو ختم کرنے میں کلیدی کردار ادا کرے گا۔

○ وزیر اعلیٰ بلوچستان تاج محمد جمالی آئندہ چند ہفتوں میں بذریعہ سڑک وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستوں کا دورہ کریں گے۔ وہ ایران کے راستے جائیں گے۔

غیر ملکی خبریں

○ کشمیر کے نکیال سیکٹر میں تعینات اقوام متحدہ کے دو فوجی مبصرین پر بھارتی فوج نے اندھا دھند فائرنگ کر کے ایک کو زخمی کر دیا۔ دونوں فوجی مبصرین فائر بندی کی خلاف ورزی کی تحقیقات کے لئے لائن آف کنٹرول کا دورہ کر رہے تھے کہ بھارتی فوجی دستوں نے آٹو میٹک ہتھیاروں سے فائر کھول دیا۔

○ جرمنی۔ ہالینڈ اور بلجیئم میں شدید زلزلہ آیا۔ جس کی شدت ریکٹر سکیل پر ۵،۵ ریکارڈ کی گئی۔ کئی بلند و بالا عمارتیں زمیں بوس ہوگئیں۔ درجنوں افراد زخمی ہوگئے۔ لوگ خوفزدہ ہو کر گھروں سے باہر نکل آئے ہر طرف افراتفری کا عالم پھیل گیا زلزلے کے جھٹکے ۱۵ سے ۲۰ منٹ تک محسوس کئے گئے۔

○ روس کی حکومت مستعفی ہوگئی ہے۔ اتار تاس نیوز ایجنسی نے یہ خبر دیتے ہوئے کہا ہے کہ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ صدر بورس یلسن نے حکومت کا استعفےٰ منظور کر لیا ہے یا نہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ رجعت پسند مخالفین کی طرف سے اقتصادی اصلاحات کی مزاحمت سے تنگ آ کر حکومت نے استعفےٰ کا اعلان کیا ہے اسی طرح اختیارات کم کرنے سے متعلق کانگریس کے فیصلے بھی استعفےٰ کا باعث بنے۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ۔
مقام اشاعت: دارالنصر غربی، ربوہ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

اعلان تعطیل

مؤرخہ ۱۶ اپریل کو الفضل میں تعطیل ہوگی۔ اس لئے اس روز پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ خریداران الفضل اور ایجنٹ حضرات مطلع رہیں۔
(مینجر)

قدیمی ٭ اوّلین ٭ شہرہ آفاق
حب اطہرا
سو گولی تیس روپے۔ مکمل کورس -/۱۲۰ روپے
نیران
نرینہ اولاد کی مشہور دوا -/۱۲۰ روپے
زدجام عشق
تیس گولی ـــــ -/۹۰ روپے
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ گوجرانوالہ پاکستان

مرض اٹھراء کی شکار ٭ نرینہ اولاد سے محروم ٭ دکھی عورتوں کے لئے
دواخانہ محافظ صحت کوٹ نہال سنگھ مین سٹریٹ ۲ پر ملیں
المشہور: حکیم عطاء الرحمٰن علوی ابن حکیم نظام جان سند یافتہ رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر
زنانہ و مردانہ پیچیدہ و پوشیدہ امراض کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں
خط و کتابت: حکیم عطاء الرحمٰن علوی ابن حکیم نظام جان ٭ گول چوک اوکاڑہ

جدید ہومیو پیتھی
کیوریٹو سسٹم (CURATIVE SYSTEM) ہومیو پیتھی کی جدید ترین (MODERN) صورت ہے محض چھوٹی طاقت (۳۰ پوٹینسی یا اس سے کم) کے چند مرکبات تو یورپ اور ایشیا کی کئی کمپنیاں پیش کرتی ہیں لیکن ٹنکچر (Q) سے لے کر ۶، ۳۰، ۲۰۰، ۱۰۰۰، دس ہزار اور لاکھ طاقتوں (POTENCIES) میں ۵۰۰ مکمل اور مختصر کورسز میں عام استعمال کی انسانی، حیوانی اور پولٹری ادویات کا ایک نظام صرف ہم پیش کرتے ہیں۔ پرانی، مقامی، بار بار حملہ کرنے والی اور پیچیدہ امراض کے مکمل کورسز، رہنما لٹریچر کے ساتھ ایسا آسان طریقہ علاج مہیا کرتے ہیں کہ ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ بڑی تعداد میں ایلو پیتھ ڈاکٹر اور یونانی طبیب بھی ان سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔ عام پڑھے لکھے لوگ بھی استفادہ کر سکتے ہیں ـــــ مفصل لٹریچر ہر شہر کے کیورٹیو ہوموپیتھ ڈاکٹروں سے مفت یا ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر بذریعہ ڈاک طلب کریں۔
کیورہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی ربوہ۔ فون ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۷۱

قدیمی ٭ اوّلین ٭ شہرہ آفاق
سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ۔ فون ۳۹۹۷
برانچیں
٭ کراچی: فون: ۴۱۳۲۵۱
٭ لاہور: 1-D-2 گلشن راوی
٭ ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
٭ منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز
٭ رحیم یار خان: فون: ۴۷۹۹
٭ ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ فون نمبر ۵۵۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دانت مت نکلوایئے

دانت نکالنا کوئی علاج نہیں
درد والے دانت کو کامیاب علاج کے بعد بھر دیا جاتا ہے

دانتوں سے خون پیپ کا آنا۔ پانی گرم سرد لگنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ پائیوریا کے تسلی بخش علاج کیلئے تشریف لائیں۔ ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کئے جاتے ہیں۔

لندن اور جرمنی سے مزید تجربہ حاصل کرنیکے بعد

امراض دندان
خاندانی معالج
پرانے تجربہ کار
ربوہ والے

ڈاکٹر بشیر احمد دندان ساز

پرانا اڈہ لاریاں۔ نزد صدر چونگی چنیوٹ
فون کلینک : ۹۴۵۰
کوڈ چنیوٹ : ۰۴۶۶

دانتوں کی مانند قدرتی

خوبصورت اور مضبوط مصنوعی دانت

دانت بغیر تار۔ بغیر تالو۔ فل سیٹ لگوانے کیلئے ہمارے جدید تجربہ سے فائدہ اٹھائیں۔ جن سے آپ تمام اشیاء باسانی چبا سکتے ہیں۔

تریاق اٹھراء

اٹھراء کے کامیاب علاج کیلئے فی کورس -/۷۵ روپے

نورِ نظر مشہور عالم گولیاں

اولادِ نرینہ کے لئے۔ فی کورس -/۵۰۰ روپے

زد جامِ عشق نمبر ۱

مکمل کورس ۶۰ گولی۔ فی کورس -/۶۰۰ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

فون دواخانہ : ۵۳۸ فون گھر ۳۳۸

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

قائم شدہ ۱۹۷۸ء ۔ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور سے منظور شدہ ۔ فون نمبر ۵۹۲

داخلہ جاری ہے

ریفریجریشن اینڈ ائیر کنڈیشننگ۔ الیکٹریشن۔ داخلہ کے لئے تعلیم مڈل / میٹرک۔ مدت کورس ۶ ماہ (۳۰۰ گھنٹے)
امتحان حکومت لیتی ہے اور وہی سند جاری کرتی ہے
امتحانات کے بعد بیکار نہ رہیئے ہنر سیکھئے

حبوب مفید اٹھرا

چھوٹی شیشی ۱۶/ روپے۔ بڑی شیشی ۴۸/ روپے

اکسیر اولادِ نرینہ (کورس)

مکمل کورس -/۱۵۰ روپے

زد جامِ عشق خاص

چار صد اسی (۴۸۰) روپے

ناصر دواخانہ ربوہ فون ۴۲۴

پاک گولڈ سمتھ

اقصیٰ روڈ طارق مارکیٹ ربوہ
فون ۶۴۳/۵۵۰
عبدالمنان، ناصر ولد میاں عبدالسلام صاحب

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان

الحمد جیولرز

اقصیٰ روڈ ربوہ

داخلہ شروع ہے!

بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت کیلئے ۱۹۷۸ء سے مصروفِ خدمت

نرسری سے مڈل تک

ماڈرن ایجوکیشن سکول گورنمنٹ سے منظور شدہ

عقب فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ
فون : ۶۱۰

بچیوں کی تعلیم کیلئے معیاری تعلیمی درسگاہ

داخلہ شروع ہے

۱۔ نرسری تا پنجم (انگلش میڈیم) برائے طلباء و طالبات۔ فارم داخلہ ۲۱ اپریل تک وصول کئے جائیں گے۔ انٹرویو مورخہ ۲۲ اپریل بروز بدھ ہوگا۔
۲۔ نرسری تا پنجم (اردو میڈیم) برائے طلباء و طالبات
۳۔ ششم تا دہم برائے طالبات داخلہ محدود نشستوں پر ٹیسٹ اور انٹرویو کی بنیاد پر ہوگا۔ فارم داخلہ و پراسپیکٹس دفتر سے حاصل کریں

یونیق سکالرز اکیڈمی

یونیورسٹی روڈ
۱۴/۴ دارالعلوم غربی۔ ربوہ

کمرشل جائیداد خریدنے کا سنہری موقعہ

ربوہ شہر کے عین وسط گولبازار میں واقع قطعہ نمبر ۱۴/۱۵ میں برقبہ پانچ مرلہ جس میں پانچ عدد دکانیں (پانچ نیچے پانچ اوپر) تعمیر شدہ ہیں۔ چھٹی دکان کی تعمیر کے لئے جگہ خالی ہے۔ یہ دکانیں الگ الگ یا اکٹھی فوری فروخت کے لئے موجود ہیں۔ خاکسار یا مکرم محمد سلیم احمد صاحب (.....) امور عامہ سے رابطہ قائم کریں۔
پراپرٹی ڈیلرز حضرات توجہ فرمادیں۔

المشتہر
مبارک احمد طاہر
مختارِ عام یکے از مالکان
(دفتر مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ)

HEAVEN HOUSE PUBLIC SCHOOL

UNIVERSITY ROAD
—RABWAH—

PHONE 790

ADMISSION IS NOW OPEN

COME ONE
COME ALL

FOR FURTHER INFORMATION
CONTACT SCHOOL OFFICE

دنوں کا کام گھنٹوں میں

لیزر پرنٹر پر کمپیوٹرائز کتابت کروایئے۔ ہر قسم کی کتب، رسائل، امتحانی پرچے، درخواستیں و دیگر دستاویزات کی کمپوزنگ و پرنٹنگ کا مرکز۔ کمپیوٹر ٹریننگ و ٹائپنگ کی رجسٹریشن ۱۵ اپریل سے شروع ہے۔

انسٹی ٹیوٹ آف کمپیوٹر کمپوزنگ یادگار چوک ربوہ۔ فون : ۸۸۱